امام حسینؑ، وارث انبیاء

از مولانا سید فدا حسین بخاری

امامت کے تیسرے چاند اور آل عبا کے پانچویں رکن کی آمد ۳ شعبان ۴ھ ق میں ہوئی۔

جبرائیلؑ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام تہنیت لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیغام دیا کہ مولود کا نام حضرت ہارون کے فرزند کے نام پر شبیر رکھا جائے۔ اس لئے کہ علیؑ کی نسبت اے رسول تیرے ساتھ ایسی ہی ہے جیسے ہارون کی نسبت موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔ رسول پاکؐ نے فرمایا: میری زبان عربی ہے۔ کہا گیا کہ عبرانی زبان میں شبیر اور عربی میں "حسین" بنتا ہے تو بس خدا کے حکم سے اس نومولود کا نام "حسین" رکھا گیا ہے، اسی بات سے حسین علیہ السلام کی عظمت اجاگر ہو جاتی ہے۔

نام کے مرحلہ کے بعد جو غذا نومولود کو نصیب ہوئی وہ لعاب دہن رسول گرامیؐ تھا۔ رسول پاکؐ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ساتویں دن سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی تصدق کی گئی اور عقیقہ کیا گیا۔

نفسیات کے ماہرین کی رائے ہے کہ انسان کی شخصیت کے بننے میں اس کے ذاتی کمالات و اوصاف کے ساتھ ساتھ، موروثی صفات، ماحول اور تربیت کا اثر نہایت ہی گہرا ہوتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کو بھی اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا، بلکہ امام تو اس کے بارزترین مصداق ہیں۔ وہ ایسی عظیم شخصیت کے مالک ہیں جو ہر جہت سے کامل ہی کامل ہے۔

آپؑ کے نانا جان امام الانبیاء، والد گرامی سید الاوصیاء اور والدہ ماجدہ سیدۃ النساء العالمین اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ امام حسینؑ کی خوش نصیبی ہے کہ ان سب ہستیوں کی صفات ان میں منتقل ہوئیں ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں ملتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ، رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ اپنے ان دو بیٹیوں کو ارث میں عطا کیجئے: "فقالت ثوّرتهما یارسول الله شنیا، فقال اما الحسن، فله هیبتی و سؤدری واما الحسین فله جراتی و جودی"۔ رسول پاکؐ نے فرمایا: حسنؑ کو میں نے اپنی سرداری اور رعب عطا فرمایا اور حسینؑ کو میں نے اپنی شجاعت اور جود و کرم عطا کیا۔ (کنز العمال)

امام حسینؑ نے موروثی صفات میں اپنے آباء و اجداد کا حسن و جمال، شجاعت و سخاوت، جود و کرم اور مہمان نوازی، غرض کہ ہر کمال جو امام کے بزرگوں میں پایا جاتا تھا، اس کو پایا اور پھر ان صفات کو یوں کمال تک پہنچایا کہ فخر انبیاء اور وارث انبیاء قرار پائے۔

پھر جس ماحول میں امام حسینؑ نے تربیت پائی وہ عصمت و طہارت کا ماحول تھا۔ یہ تو گھر کے ماحول کی بات ہے۔ امام حسینؑ کی ولادت کے وقت تو گھر کے باہر کا ماحول بھی مدینہ فاضلہ میں تبدیل ہو چکا تھا۔ "یثرب"، مدینۃ النبیؐ اور حکومت اسلامی کا دارالخلافہ قرار پا چکا تھا۔ اس کا ذکر خود امام حسینؑ نے اپنی شہرہ آفاق دعائے عرفہ میں کیا ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں: "لم تخرجنی (لرافتک بی و لطفک لی و احسانک الیّ) فی دولة ائمة الکفر الذین نقضوا عهدك و کذّبوا رسلک، لکنک اخرجتنی (رافة منک وتحنّناً علیّ) للذی سبق لی من الهدی الذی له یسر تنی و فیه انشأتنی"۔ (خدایا تیرا شکر کہ تو نے مجھے کافروں کے دور حکومت میں دنیا میں نہیں بھیجا، بلکہ مجھے حکومت اسلامی کے دور میں بھیجا کہ جس میں میرے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہدایت آگئی)۔

امام حسینؑ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جب الٰہی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ سرور دو عالمؐ اس کے حکمران تھے، ہر طرف دین اسلام کی سربلندی کا چرچا تھا۔ امام حسینؑ کی تربیت تین معصوم ہستیوں کے ہاتھوں ہوئی۔ تقریباً چھ سال تک رسول پاکؐ کی مقدس آغوش میں تربیت پائی۔ ۶ سال اور چند ماہ کے ہی تھے کہ دوسری معصوم ہستی جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد سن ۴۰ ہجری تک تیسری معصوم ہستی یعنی اپنے والد حضرت امام علی علیہ السلام کے سایہ رحمت میں کسب فیض کرتے رہے۔

رسول کائناتؐ نے جس کے متعلق قرآن مجید نے ارشاد فرمایا: "وما ینطق عن الهوی، ان هو الا وحی یوحی" آپؑ اور آپ کے بھائی سے متعلق بہت سی فضیلت کی احادیث ارشاد فرمائی ہیں، ان میں سے چند احادیث کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

رسول اسلامؐ نے فرمایا: "حسین منی وانا من حسین"، حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اس کی تفسیر علمائے کرام نے یوں کی ہے کہ دین اسلام کے بانی محمد مصطفیٰؐ ہیں تو اس کی بقاء کے ضامن امام حسینؑ ہیں۔

کنز العمال کی حدیث ہے: "احب الله من احب حسینا"، اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: "ان الحسین مصباح الهدیٰ وسفینة النجاة"، حسینؑ ہدایت کا چراغ ہے اور نجات کی کشتی، جس نے ہدایت حاصل کرنی ہو اور نجات پانی ہو تو اسے چاہئے کہ حسینؑ کے دامن سے متمسک ہو جائے۔

ایک دوسری حدیث جو شیعہ و سنی کتب میں موجود ہے۔ (ینابیع المودۃ باب ۴۵، عیون اخبار الرضا ج ۲ اور بحار الانوار) "قال رسول الله: ابنای هذان امامان قاما او قعدا"۔ یہ دونوں میرے بیٹے (حسن و حسین) امام ہیں، چاہے قیام کریں یا (صلح کر کے) بیٹھ جائیں۔

یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی نقل ہوئی ہے: "الحسن والحسین امامان قاما او قعدا".

اس حدیث میں رسول پاکؐ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی امامت کا واضح اعلان کر رہے ہیں اور آئندہ آنے

والے حالات کی طرف اشارہ بھی فرما رہے ہیں کہ جو پیش آنے والے ہیں۔ ایسے حالات میں امام حسنؑ جیسی عظیم شخصیت، معاویہ جیسے شخص سے اہم شرائط کے ساتھ صلح کریں گے اور قیام سے نہیں فرمائیں گے اور امام حسینؑ کے لئے قیام کی راہ ہموار کردیں گے۔ اس لئے رسول پاکؐ نے امت کو آگاہ کیا کہ حالات کیسے بھی ہوں یہ دونوں میرے نواسے امام ہیں۔ لیکن افسوس کہ امت نے رسول پاکؐ کے ارشادات کو پس پشت ڈال دیا اور حکومت اسلامی کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں دے دی کہ جو اس کے اہل نہ تھے۔

معاویہ نے تو حد ہی کردی خلافت کو ملوکیت میں بدل دیا۔ امام حسنؑ سے کی گئی صلح کی قرارداد میں سے کسی شق پر بھی عمل نہ کیا اور اپنے بعد اپنے بیٹے کو مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا اس نے تخت نشین ہوتے ہی مدینہ کے گورنر کو لکھا کہ حسین بن علیؑ سے میری بیعت لی جائے اگر وہ انکار بیعت کریں تو ان کے سر کو قلم کرکے میری طرف روانہ کیا جائے۔ گورنر نے امام کو بلا کر یزیدی مطالبہ دھرایا جس پر امام حسینؑ نے فرمایا: "ایہا الامیر انا اہل النبوۃ و معدن الرسالۃ ومختلف الملائکۃ بنا فتح اللہ وبنا یختم یزید رجل شارب الخمر، قاتل النفس المحترمہ، معلن بالفسق، مثلی لا یبایع مثلہ"۔ (اے گورنر ہم اہل بیت نبوت ہیں رسالت کی کان ہیں فرشتوں کی رفت و آمد ہمارے گھر میں رہی۔ اللہ نے ہم سے ہی شروع کیا اور ہم پر ہی ختم کرے گا۔ یزید شرابی، فاسق اور نفس محترمہ کا قاتل ہے۔ مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا۔

امامؑ نے یہ تاریخی جملہ فرما کر اپنی عظمت کا اظہار کر دیا اور بتا دیا کہ ہم بیعت کے لئے نہیں آئے، بلکہ یہ ہاتھ بیعت لینے کے لئے تخلیق ہوئے ہیں یہ ہاتھ حق کے ہاتھ ہیں یہ طاغوت کے ہاتھوں میں کیسے دیئے جاسکتے ہیں۔ حسینؑ کے ہاتھ پنجتن پاکؑ کے ہاتھ ہیں حسینؑ کے ہاتھ انبیاء کے ہاتھ ہیں، اس لئے کہ حسینؑ انبیاء کا وارث ہے زیارت وارث میں وارد ہوا ہے: السلام علیک یا وارث آدم صفوۃ اللہ، السلام علیک یا وارث نوح نبی اللہ، السلام علیک یا وارث ابراھیم خلیل اللہ، السلام علیک یا وارث موسی کلیم اللہ، السلام علیک یا وارث عیسی روح اللہ، السلام علیک یا وارث امیر المومنین۔ حسینؑ تو انبیاء کا وارث ہے وہ طاغوت کی بیعت کیسے کرسکتا ہے، لہذا امام عالی مقام نے سر کٹوا دیا، لیکن یزید کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نہیں دیا۔

خواجہ معین الدین اجمیری فرماتے ہیں:

سر داد، نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

☆☆☆☆☆